منافقت سے پرے

عاتکہ ماہین
ریسرچ اسکالر
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

ہوائیں جب گلے ملتی ہیں ذروں سے
کوئی خنجر کوئی پیکاں
نہ ان کے ساتھ ہوتا ہے
مگر انساں کو دیکھو تو
نظر تلوار کرکے
یوں نفاق دوستاں کا بھی
بھرم رکھنا نہ سیکھا ہو
کبھی جو آدمیت کی کوئی تصویر مل جائے
تو اس کے سب کناروں کو نظر سے چاک کرتے ہیں
کہ خنجر بھی پشیماں ہو
ندامت سسکیوں کی اوٹ سے
آواز دیتی ہو
مگر انساں تو انساں ہے
پشیمانی، ندامت، خفتوں سے واسطہ رکھنا
اسے کیوں کر گوارا ہو۔

بوئے خوش آوارہ

وہ بوئے خوش تھی یا کہ بد
میں کیوں الجھ کے رہ گئی
عجب دھندلکا سا کوئی خیال بار پا گیا
بکھر گئے ہیں ہفت رنگ
افق پہ میرے ذہن کے
سمیٹ لوں جو ان کو میں تو
کوئی نقش بھی ابھر نہ پائے
یہ کیا کیا ہے گرد کی دبیز تہہ نے دیکھ لو
کہ در پہ لاشعور کے ہے قفل
اور کلید اس کی لا پتہ
کہ آبپاشیوں سے بھی
شعور کو نہ رہ ملی
نہ یاد کو جلا ملی
نہ آس ہی کوئی بندھی
نہ کوئی لو ہی جل سکی
تو پھر یہ طے ہوا کہ بوئے خوش ہی آس پاس تھی
ہوا کے ہاتھ نے اسے کشید کر لیا تھا پھر
وہ اجنبی زمیں کو خیر باد کہہ کے اڑ گئی